سیف اللہ خالد

غیر ملکی دباؤ پر قادیانی مخالف تنظیموں کو ہراساں کیا جانے لگا

غیر ملکی دباؤ پر پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف اور لٹریچر شائع کرنے والے اداروں کو مسلسل ہراساں کیا جا رہا ہے۔ وزارتِ داخلہ کے ذرائع کے مطابق سابق وزیرِ داخلہ نے ملک بھر میں قادیانی مخالف تنظیموں اور ردقادیانیت پر مبنی لٹریچر شائع کرنے والے اداروں کا ڈیٹا اکٹھا کرنے اور اس امر کو فرقہ وارانہ قرار دینے کا حکم دیا تھا۔ جس کو پنجاب پولیس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز 3 پولیس افسران نے جواز بنا کر ختمِ نبوّت کے تبلیغی مراکز کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا تھا، جو اب تک جاری ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ امریکی ہیومن رائٹس رپورٹس میں پاکستان کے اندر قادیانیوں کے خلاف نفرت کو ایشو بنایا جا رہا ہے اور امریکہ کے ساتھ بعض یورپی ممالک بھی پاکستان پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ توہینِ رسالت کی سزا ختم کی جائے اور قادیانیوں کے خلاف عقیدے کی بنیاد پر نفرت کو قابلِ سزا جرم قرار دیا جائے۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ سابق دورِ حکومت میں وزیرِ داخلہ نے ختمِ نبوّت کے دعوتی کام کو ''فرقہ وارانہ'' انتہا پسندی قرار دے کر اس کے خلاف چاروں صوبوں سے رپورٹس منگوائی تھیں اور وہ اس کام کو خود بھی مانیٹر کرتے رہے۔ ذرائع کے مطابق پنجاب پولیس میں سابق دورِ حکومت میں اعلیٰ سطح پر تین پولیس افسر قادیانی تھے، جن میں سے ایک کو بعد میں ڈائریکٹر جنرل ایف آئی اے بنا دیا گیا اور آنے والے دنوں میں ان کو آئی جی پنجاب لگائے جانے کے حوالے سے بھی افواہیں گرم ہیں۔ جبکہ ایک اور قادیانی افسر آئی جی موٹر وے رہے ہیں۔ تاہم آج کل کسی دوسری جگہ سروس کر رہے ہیں، جبکہ ایک صاحب جو سب سے زیادہ شدت پسند قادیانی ہیں اور کھلے عام خود کو مرزا مسرور کا قریبی بتاتے ہیں۔ وہ ماضی میں پنجاب میں ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن کے عہدے پر رہے ہیں۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ ان تینوں پولیس افسروں کی ذاتی کوششوں اور اثر ورسوخ کے سبب پنجاب پولیس نے پورے صوبے میں ختمِ نبوّت کا کام کرنے والوں کے لیے مسائل پیدا کرنا شروع کر دیے تھے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ ذرائع نے اُمّت کو بتایا کہ یہ سلسلہ جو 2009ء سے شروع ہوا تھا، اب تک جاری ہے۔ حکومت بدل جانے کے باوجود پولیس اور بیوروکریسی کے افسران اپنی روش پر قائم ہیں۔ حیرت انگیز طور پر اعلیٰ عدلیہ کے فیصلوں اور آئین پاکستان کی دفعات، جن میں امتناع قادیانیت کا ذکر ہے، ان کی اشاعت پر بھی مقدمات بنائے جانے کی مثالیں مل رہی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا چھاپہ 21 ستمبر 2009ء کو لاہور میں حضرت خواجہ خان محمد مرحوم کے فرزند صاحبزادہ رشید احمد کے ادارہ مرکز سراجیہ پر مارا گیا اور ختمِ نبوّت کا لٹریچر برآمد کر کے مقدمہ

درج کرلیا گیا۔ جو بعد میں لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر خارج کیا گیا۔ اس کے ایک برس بعد نومبر 2010ء میں اسی تھانہ غالب مارکیٹ کی پولیس نے مرکز سراجیہ پر دوبارہ چھاپہ مارا اور علاقے کا گھیراؤ کر کے لوگوں کو ہراساں کیا۔ مالک مکان کو بلا کر دھمکایا کہ وہ گھر خالی کروالیں۔ مئی 2011ء میں آئینِ پاکستان کی دفعات کی کوٹیشن کیلنڈر پر شائع کرنے کے جرم میں تھانہ غالب مارکیٹ لاہور اور ضلع ساہیوال میں مقدمات درج ہوئے، جو احتجاج کرنے پر ختم ہو گئے۔ جبکہ نومبر 2012ء میں ایک بار پھر یہی عمل دہرایا گیا اور صاحبزادہ رشید احمد کے خلاف دفعہ 11 کے تحت مقدمہ درج کرلیا گیا۔ جس کی بنیاد قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل پر مشتمل ایک پمفلٹ بنا۔ اطلاعات کے مطابق 20 اور 21 اگست 2013ء کی درمیانی شب پولیس کی بھاری نفری نے ایک بار پھر مرکز سراجیہ کو ہدف بنایا اور چھاپہ مار کر مرکز کی تلاشی لی۔ صاحبزادہ رشید احمد اور دیگر کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے۔ خصوصی طور پر مالک مکان کو بلا کر ہراساں کیا گیا کہ اگر اس نے یہ مکان خالی نہ کروایا تو اچھا نہیں ہوگا۔ بعدازاں رابطہ کرنے پر پولیس نے کہا کہ کوئی پرچہ درج نہیں ہوا ہے۔ بعض انٹیلی جنس معلومات کی بنیاد پر چھاپہ مارا گیا تھا۔ اس کے ایک ہفتہ بعد 31 اگست کو مسلم ٹاؤن لاہور میں واقع مجلس احرارِ اسلام کے دفتر میں بھی پولیس داخل ہوئی اور مرکزی رہنما میاں اویس سے ایک پمفلٹ ''مرزائیت کا ماضی و حال'' کے حوالے سے اور اس کے اندرونی ٹائٹل پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے ایک اقتباس کے حوالے سے پوچھ گچھ کی۔ بعدازاں وہی پولیس اہلکار مجلس احرار کے دفتر کے باہر لوگوں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے دفتر کا بھی پتہ پوچھتے رہے جو کہ اسی روڈ پر واقع ہے۔ اس حوالے سے رات گئے پنجاب پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا تو انہوں نے تصدیق کی کہ سابق حکومت کے احکامات پر ہی اب تک عمل ہو رہا ہے اور اس ساری ایکسرسائز کے پیچھے لاہور کا امریکی قونصل خانہ اور پنجاب پولیس کے قادیانی افسران ہیں۔ جو کو کوئی بھی پوچھنے والا نہیں۔ اسلام آباد میں وزارت داخلہ کے ذرائع نے تصدیق کی ہے کہ 2009ء میں سابق وزیر داخلہ نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ قادیانی مخالف سرگرمیوں کو فرقہ وارانہ تناظر میں دیکھا جائے اور اس نفرت کو قابلِ سزا جرم کی حیثیت دی جائے۔ وہ بذاتِ خود اس سارے عمل کی نگرانی کرتے رہے تھے۔ مگر موجودہ حکومت نے ان کے احکامات کو منسوخ نہیں کیا اس لیے یہ سلسلہ جاری ہے۔ اسی ذرائع نے تصدیق کی کہ اس سارے عمل کی اصل وجہ یورپی یونین کے بعض ممالک جن میں برطانیہ اور فرانس سرفہرست ہیں اور امریکی حکام کی بھی دلچسپی ہے۔ کیونکہ تجارتی معاہدوں کے اجلاسوں میں یہ مغربی نمائندے، مغرب میں یہودیوں کی طرح پاکستان میں قادیانیوں کے تحفظ پر زور دیتے ہیں، جس پر حکومت کو یہ کارروائی کرنی پڑ رہی ہے۔ وزارت خارجہ کے ایک ذمہ دار نے تصدیق کی ہے کہ امریکہ اور یورپی یونین کے ممالک توہینِ رسالت کی سزا اور مرزائیوں کے خلاف تبلیغ کو بنیادی ایشو

بنائے ہوئے ہیں۔ اسے اس طرح قابلِ سزا جرم بنانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے جس طرح یورپ میں یہودیوں کے خلاف بولنے کو قابلِ سزا جرم قرار دیا جا چکا ہے۔

لاہور پولیس کے ایک ذریعے نے اُمّت کو بتایا کہ مرکز سراجیہ کے خلاف کارروائی کی بنیادی وجہ مرکز سے ختمِ نبوّت کے لٹریچر کی ڈاک کے ذریعے تقسیم ہے۔ مرکز سراجیہ انٹرنیٹ پر اور ڈاک کے ذریعے قادیانیوں کے خلاف لٹریچر تقسیم کرنے میں فعّال ہے، اس لیے اس کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ موجودہ صورتِ حال کے حوالے سے مجلس احرار کے مرکزی سیکریٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مغربی ممالک سمیت پوری دنیا میں ہماری تبلیغ کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور خود قادیانیوں کے اپنے لوگ اس بدعقیدہ سے متنفر ہو رہے ہیں۔ جس سے گھبرا کر قادیانیوں نے مغربی ممالک کی مدد سے دباؤ بڑھانا شروع کر دیا ہے۔ ہم سو فیصد پرامن ہیں اور امن کی راہ چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہم اس طرح پُرامن رہتے ہوئے قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ علمی سرگرمیوں پر کوئی پابندی قبول نہیں کی جائے گی۔ عبداللطیف چیمہ نے کہا کہ جس لٹریچر کے شائع کرنے پر پاکستان میں پابندیاں لگ رہی ہیں یہ لٹریچر خود امریکہ اور یورپ میں شائع ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشرف کے دور سے ختمِ نبوّت کے کام میں رکاوٹوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور حیرت انگیز طور پر پیپلز پارٹی، نواز لیگ اور تحریک انصاف کی قیادت بھی قادیانی نواز گروپوں کے دباؤ کا شکار دکھائی دیتی ہے، جس کے خلاف احتجاج ہمارا حق ہے۔ ہم احتجاج کا حق ضرور استعمال کریں۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''اُمّت'' کراچی۔ 6رستمبر 2013)

☆......☆......☆